حیات صدرالافاضل حصہ چہارم

ریاضِ نعیم

سیدی حضرت صدرالافاضل قدس سرہ علم سخن میں بھی دیگر علوم و فنون کی مانند مہارتِ تامہ اور دسترس رکھتے تھے، اور یہ بات آپ کے ورثہ میں داخل تھی، آپ کے والد ماجد حضرت مولانا معین الدین صاحب نزہت رحمۃ اللہ علیہ مستاذ الشعراء تھے، اسی طرح آپ کے اجداد کا عالم تھا۔ سیدی قدس سرہ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں بیشمار نعتیں اور نظمیں فرمائی ہیں۔ افسوس کہ وہ سب جمع نہیں کی گئیں، بلکہ جسکے جو ہاتھ لگا اپنے ساتھ لے گیا۔ اس خادم نے بعض افراد سے اس معاملہ میں رابطہ بھی قایم کیا، مگر خاطر خواہ کلام فراہم نہ ہو سکا۔ مندرجہ ذیل کلام بھی وہ ہے جسکو میں نے اپنی حاضری کے دوران جمع کیا، یا جسکو حضرت نے وقتاً فوقتاً فرمایا۔ ان میں کچھ نظمیں ایسی تھیں جو مقطع سے خالی تھیں، آخری دنوں میں میں نے عرض کیا کہ انھیں مکمل فرما دیا جائے، تو حضرت نے کچھ دن پہلے انھیں مکمل فرمایا۔ ان اشعار میں اپنے وطن سے رخصت ہونے کے بارے میں تلمیح موجود ہے، مشاقانہ شعر کہ ؎

چلد یئے باغ سے چمن پیرا ✦ گل و گلزار کا خدا حافظ

بہرحال میں جو کلام جمع کر سکا نذرِ قارئین کیا جاتا ہے، اگرچہ اس کلام کو کتابی شکل میں حضرت قدس سرہ کے وصال فرمانے کے بعد مراد آباد سے شائع بھی کیا گیا تھا۔

غلام معین الدین نعیمی غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب کا پیدا کرنے والا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
تجھ سے افضل سب سے اعلیٰ میرا مولیٰ میرا مولیٰ

جگ کا خالق سب کا مالک وہ ہی باقی باقی اک
سچا اک سچا آقا میرا مولیٰ میرا مولیٰ

سب کو دیتا ہے روزی نعمت اسکی دولت اسکی
رازق داتا پالن ہارا میرا مولیٰ میرا مولیٰ

ہم سب اسکے عاجز بندے وہ ہی پالے وہ ہی پالے
خوبی والا سب سے نیارا میرا مولیٰ میرا مولیٰ

اول آخر ظاہر حاضر اسکو روشن اس پہ ظاہر
عالم داتا واقف دل کا میرا مولیٰ میرا مولیٰ

عزت والا حکمت والا سخت والا رحمت والا
میرا پیارا میرا آقا میرا مولیٰ میرا مولیٰ

طاعت سجدہ اسکا حق ہے اسکو پوجو وہ ہی رب ہے
اللہ اللہ اللہ اللہ میرا مولیٰ میرا مولیٰ

اے بہارِ زندگی بخشِ مدینہ مرحبا
اے فضائے جانفزائے باغِ طیبہ مرحبا

غنچۂ پژمردہ دل کو شگفتہ کر دیا
مرحبا اے بادِ صحرائے مدینہ مرحبا

شربتہ نورِ بصر ہو آ کے میری آنکھ میں
مرحبا صد مرحبا اے خاکِ بطحا مرحبا

تو نے ان آنکھوں کو دکھلائی مدینہ کی بہار
مرحبا جود و نوالِ شاہِ طیبہ مرحبا

دل نثارِ تو خضر اے شاہِ شاہانِ دیں!
جاں فدائے آستانِ عرش پایہ مرحبا

آستانِ پاک پر امیدواروں کے ہجوم
رحمتِ عالم سے کہتے ہیں کریما مرحبا

بہ قسیم الدین اور طیبہ کے جلوے یا عجب
مرحبا فضل و عطائے شاہِ طیبہ مرحبا

منقبت اعلیٰحضرت شبیہِ غوث الثقلین سید شاہ علی حسین الاشرفی الجیلانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ وقت طوافِ کعبہ تحریر نمود

شد قبلۂ دلم چو بکعبہ طواف را
ہر لحظہ کرد از رخِ روشن مطاف را

بارید در نرگس و سیراب تر نمود
گل را دو چاہ را و صراحی صاف را

اے مہر جلوہ چو رخِ مہر با بکن
ورنہ خجل نشیں کہ چہ حاجت گواہ را

افشاند گل ز لعل و زاں گل بساعتے
بخشید نورِ آئینۂ کوہ قاف را

طی پارہ پارہ کرد خدنگِ نگاہِ یار
ہم تیر او بدوخت لبِ ہر شگاف را

آوردہ ایم نامۂ سر را بخود منش
زاں آرزو کہ بشکند آں مہ صحاف را

اے دستگیر دستِ قسیم حزیں بگیر
آنجا کہ حزن نیست مرا اہلِ عفاف را

ہے کون جو شائق ہو مری طرزِ ستم کا
مشتاق دل و جاں سے ہوں درد و الم کا

یکتا ہوں وہ عنقا کہ کہیں جوڑ نہ میرے
ڈھونڈو تو پتہ تک نہ ملے رنج و الم کا

اب شوق یہ کہتا ہے وہاں پہلے ہی پہنچے
کاغذ سے بھی آگے ہو قدم نقشِ رقم کا

اور رشک یہ کہتا ہے کوئی دیکھے نہ خط کو
کاغذ پہ نشاں بھی نہ رہے نقشِ رقم کا

وہ اپنا جفا کاری میں ثانی نہیں رکھتے
معلوم نہیں کس سے لیا درس ستم کا

وعدے تو وہ کر لیتے ہیں ایفا نہیں کرتے
کچھ پاس نہ دعوے کا نہ انھیں ہے نہ قسم کا

اے کاش کوئی اس بتِ طناز سے کہتا
ہے چاہنے والا ترا مہماں کوئی دم کا

قدیدہ نگاہوں سے مجھے آپ نے دیکھا
ممنون ہوں میں آپ کے اس لطف کرم کا

سنتے ہیں قسیم آتے ہیں وہ بہرِ عیادت
کیا آج ستارہ مری تقدیر کا چمکا

کس کے وعدہ پہ اعتبار رہا
مرتے مرتے بھی انتظار رہا

بزمِ اعدا میں رات جاگے ہیں
آنکھ میں شام تک خمار رہا

آنکھ وہ کیا جو اشکبار رہی
دل ہی کیا وہ جو بیقرار رہا

آنکھ وہ دیدہ جو شاد رہی
دل جو دلبر سے ہمکنار رہا

آپ پہلو میں دشمنوں کے رہے | میری آنکھوں میں انتظار رہا
نہ وفا کی جناب نے مجھ سے | نہ مجھے دل پہ اختیار رہا
روتے روتے گزر گئیں راتیں | دل بے صبر بے قرار رہا
انتہا ہے سیاہ بختی کی | دل گرفتارِ زلفِ یار رہا

ہائے منعم کی بیکسی افسوس
نزع میں بھی وہ اشکبار رہا

خمسہ بر غزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْنَا حُسْنَا | بارکَ اللّٰہُ لَعَالٰی فِیْنَا
نَحْنُ فِیْ سِکَّۃِ بَلْدَۃٍ طَفْنَا | شرفِ کعبہ بود کوئے ترا

زادَھَ اللّٰہُ تَعَالٰی شَرَفًا

تا نکہ بداز مے عشقش سرمست | دلق اندر بغل و کاسہ بدست
دلق انداختہ و کاسہ شکست | زائرِ کوئے تو از کعبہ گزشت

سرِ کوئے تو کجا کعبہ کجا

کرد فرمانِ خداوندِ قدیر | خاکِ ما از مئے الفت تخمیر
عشق ابروئے تو اے مہرِ منیر | ساخت ہمچوں مہ تو ماشدہ پیر

میل ابروئے تو ام پشت دو تا

عشق را طرفہ مگر بنیاد است | بر لبِ دوست از و فریاد است
کہ تنم ہمچو دلم برباد است | سرِ من غرقہ بخوں افتاد است

تا فتادست ز تیغ تو جدا

مے بمیناست مگر ساقی نیست | رقبہ موجود مگر راقی نیست

جز تو از درد مرا داقی نیست | بے تو با جاں دگرم باقی نیست

جاں اگر رفت ترا بادِ بقا

نرود نزدِ طبیباں نرود | فکر دارد و مداوا نکند
منتِ نازِ طبیباں نکشد | ہر کجا دردِ دوا نیز بود

چو تو بے درد فتادی چہ دوا

یَلْحَقُ الصَّیْدُ بِاَصْحَابِ وِلَا | مَا بِہِ اَلْحَظُ لِاَھْلِ الْاَھْوَا
چوں نعیمست گرفتارِ بلا | داشت در بیتِ حزن جامی جا

جَاءَہٗ مِنْکَ بَشِیْرٌ فَنَجَا

منقبت در شانِ شہزادۂ عالیجاہ حضرت امام علی اکبر رضی اللہ عنہ

نورِ نگاہِ فاطمۂ آسماں جناب | صبرِ دلِ خدیجۂ پاک ارم قباب
لختِ دلِ امام حسین ابنِ بوتراب | شیرِ خدا کا شیر وہ شیروں میں انتخاب
صورت تھی انتخاب تو قامت تھا لاجواب | گیسو تھے مشک ناب تو چہرہ تھا آفتاب
چہرے سے شاہزادہ کے اٹھا ہی تھا نقاب | ہر سمت ہر طرف ہوا خجلت سے آب آب
کاکل کی شام رخ کی سحر موسمِ شباب | سنبل نثارِ شامِ فدائے سحر گلاب
شہزادۂ جلیل علی اکبرِ جمیل | بستانِ حسن میں گلِ خوش منظر شباب
پالا تھا اہلِ بیت نے آغوشِ ناز میں | شرمندہ اسکی نازکی سے شیشۂ حباب
نورِ دو دیدۂ عالم النوار بن گیا | چمکا جو ران میں فاطمہ زہرہ کا ماہتاب
خورشید جلوہ گر ہوا پشتِ سمند پر | یا ہاشمی جوان کے رخ سے اٹھا نقاب
صولت نے مرحبا کہا شوکت تھی رجز خواں | جرأت بغل تھا حامیِ شجاعت نے لی رکاب
چہرہ کو اسکے دیکھ کے آنکھیں جھپک گئیں | دل کانپ اٹھے ہو گیا اعدا کو اضطراب

سینوں میں آگ لگ گئی اعدا کے دین کے
غیظ و غضب کے شعلوں سے دل ہو گئے کباب

تیزی جگر شگاف تھا اُس گل کے ہاتھ میں
یا اژدہا تھا موت کا یا اُسوۂ العقاب

چمکا کے تیغ مردوں کو نامرد کر دیا
اُس سے نظر ملا نہ سکا تھا کس کے دل میں تاب

کہتے تھے جنگ میں نہیں دیکھا کوئی جواں
ایسا شجاع ہوتا جو اس شیر کا جواب

مردانِ کار لرزہ بر اندام ہو گئے
شیرِ افگنوں کی حالتیں ہونے لگیں خراب

کوہ پیکروں کو تیغ سے دو پارہ کر دیا
کی ضربِ خود پر تو اُڑے الاتار کاب

تلوار تھی کہ صاعقۂ برق بار تھا
یا از برائے رجم شیاطین تھا شہاب

چہرہ میں آفتابِ نبوت کا نور تھا
آنکھوں میں شانِ صولتِ سرکارِ بوتراب

پیاسا رکھا جنھوں نے انھیں سیر کر دیا
اس جود پر ہے آج تری تیغ ذوالفقار آب

میداں میں اُنکے حسن و ہنر دیکھکر نعیم
حیرت سے بدحواس تھے جتنے تھے شیخ و شاب

ترکِ عصیاں کن امتنار چہ شود
توبہ کن توبہ انتظار چہ شود

ہوش کن ہوش فکرِ عقبیٰ کن
مستیٔ بادۂ خمار چہ شود

راہ در دل بجوئی سوئے حبیب
سجدۂ خاکِ رہ گزار چہ شود

روحِ اعمالِ بندہ اخلاص است
نابدا صومِ افتخار چہ شود

چوں نماند ست التفات بغیر
پس نظر سوئے گلعذار چہ شود

ترک کن این و آن و ما و من
قصدِ مقصد کن از غبار چہ شود

گوشۂ گیر چوں نعیم الدین
صوفیا گردشِ دیار چہ شود

اے دل از انتظار چہ شود
وز غمِ ہجر بے قرار چہ شود

گر نباشد مکان دوست بدل
نالہ و آہ و چشمِ زار چہ شود

در تو در دل بہار باید داری
پس ترا سیرِ لالہ زار چہ شود

چوں نباشد بہار در باطن
فصلِ گل موسمِ بہار چہ شود

داغ در سینہ یار اندر دل
سیرِ گلزار و لالہ زار چہ شود

خانۂ دل ز غیر خالی کن
بر رخِ آئینہ غبار چہ شود

دل کہ اسرار گاہِ دلدار ست
غیر را اذن دخلِ یار چہ شود

فکرِ دنیا خس ست آتش زن
خانۂ خس در مقامِ یار چہ شود

ہمچو ویرانۂ نعیم الدین
خانۂ دل خراب و خوار چہ شود

تکتے رہتے ہیں عجب طرح سے راہِ اُمید
احسرتِ دیدِ تماشائے نگاہِ اُمید

بندگی کس واسطے کی آپ نے راہِ اُمید
پہ تو فرمائیے کیا دیکھا گناہِ اُمید

بے نیازی نے تری مار ہی ڈالا ہوتا
خیر سے بچئے ہم پاکے پناہِ اُمید

روزِ غم بھی ہیں شبِ ہجر کی صورت تاریک
ہیں خوش آیند مگر شام و پگاہِ اُمید

ہم سے کھنچتے ہو مگر ہم یہ سمجھتے ہیں یہی
کھینچ ہی لائیگی حضرت کو سپاہِ اُمید

آپ اتنا تو سمجھیے کہ لگی رہتی ہے
آپ سے لطف پہ ہر کار نگاہِ اُمید

آپ جاتے ہیں مرے گھر سے تو یہ یاد رہے
چھوڑ کر آئے ہیں منعم کو تباہ اُمید

خمسہ بر غزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

یہ ہجراں و حرماں کے صدمے اشد
یہ دوری کے رنج و الم بے عدد

ہمارے غموں کی نہیں کوئی حد
نہ پیکے کہ از ما پیامش برد

نہ بادے کہ روزے سلامش برد

بیچینی میں کچھ کمی ہے نہ کاست | نہ دل را قرارے نہ غم را وداست
ہو کسطرح سے کوئی تدبیر راست | مرا طاقتِ دیدنِ او کجاست
کہ بیخود شود ہر کہ نامش برد

بہت فکر کی ہم نے شام و پگاہ | بہت روئے راتوں بہت کھینچی آہ
نظر آئی تدبیر یہ صبح گاہ | بود شرمۂ دیدۂ آں خاکِ راہ
کہ مردم بصد اہتمامش برد

بہت فکر میں تھا دلِ چارہ جو | یہ کرتا تھا خود آپ سے گفتگو
میں دیکھوں انھیں اور وہ ہوں روبرو | چہ نیکو ست بودن گرفتارِ او
خوشا دل کہ راہے بدامش برد

وہ سیمائے انور وہ نورِ اتم | وہ رخ کی تجلی وہ حسنِ تمام
خجل مہر ہو ایسی روشن ہو شام | چو اں میکند جلوہ از طرفِ بام
فلک رشک از طرفِ بامش برد

مجھے دیکھکر ایسا وحشت زدہ | نسیم سحر کو بھی رحم آگیا
براہِ عنایت بشانِ سخا | مرا شکوۂ سرو سہی چوں صبا
ہوائے قدِ خوش خرامش برد

نعیم سیہ کار بیحد ہے باد | مگر لطف کی آن کے گر ہو مدد
تو حاصل ہو بے شک نعیمِ ابد | بمیخانہ جامی بخود چوں رود
مگر ہمتِ شیخ جامش برد

کبھی تو اے مرے دل میں قرار دل ہو کر | کبھی ہوا کشِ غم سرد مشتعل ہو کر
پھر ایسا جلوہ دکھا حسنِ بیمثالی کا | ہرے ہوں زخمِ دلِ زار مندمل ہو کر
مٹا دے تجھ کو کہ جلوہ نما ہو ہستیِ حق | مرے وجود کا پندار مضمحل ہو کر

عروجِ عالمِ روحانیت کہاں مجھ کہاں | جو پھنس گیا ہو عناصر میں بابگل ہو کر
یہ عشقِ مادیت راہزن ہے مہلک ہے | پہنچ دیگا نہ منزل پہ جانگسل ہو کر
عجب مقام ہے تدبیر ہائے عالم سے | خلل فراغ میں آئے نہ مشتعل ہو کر

نعیم مست خدا جانے کہ گیا کیا کیا
خرد سے دور حماقت میں مشتمل ہو کر

گفت دانا و عارفِ اسرار | لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُہٗ دَیَّار
سرِ منصور بر سرِ دار ے | ق | سرِ ما زیرِ پائے تو سنِ یار
ایں قدر فرق لازمی آمد | در میانِ اراذل و سردار
پئے ما جرعۂ بود کافی | بہرِ او اند کے عیون و بحار
ما ندارِیم ظرف یک قطرہ | او ثمارد محیط را بشمار

دل باتنگ و تیرہ ہست نعیم
دلِ او ہست مشرقِ انوار

خمسہ

محب کے پردہ میں آنکھ کے وہ حسیں | دل کے پردہ میں ہو گیا ہے مکیں
لاکھ پردہ ہے اور پردہ نہیں | جلوہ گر گشت یار پردہ خشب
غمزہ زن گشت حسن در بازار

متعمِ خستہ و جگر افگار | از پئے زخمہائے قلب نگار
مر ہمے می بجست از بازار | کیں صدا آمد از در و دیوار
لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُہٗ دَیَّار

دلِ افگار کا خدا حافظ | تنِ بیمار کا خدا حافظ
گریۂ غم رفیقِ ہر دم ہے | چشمِ خونبار کا خدا حافظ

بے زری بیکسی میں عزم حرم — ایسے ناچار کا خدا حافظ
دشمنوں کے بُرے ارادے ہیں — مسلمِ زار کا خدا حافظ
آندھیاں چل رہی ہیں آفت کی — محملِ بے خبار کا خدا حافظ
آہ کرتی ہے آہ کش کو ذلیل — دل کے آہ و زار کا خدا حافظ
چل دیئے باغ سے چمن پھیرا — گل و گلزار کا خدا حافظ
کیا ظالم نے آشیاں ویراں — بلبلِ زار کا خدا حافظ
جسکو لینا ہے عشق کا سودا — اُس خریدار کا خدا حافظ

بندہ تنہا مصیبتیں بے حد
منعمِ زار کا خدا حافظ

ہم اٹھا بیٹھے ہیں اُس شوخ کے دیدار پہ حلف — جان دینے کیلیے ابروئے غمدار پہ حلف
وعدہ وصل کیا اور قسم بھی کھائی — پھر جو کچھ سمجھے تو انکار اور انکار پہ حلف
رات بوسے تو نہ دیتے تھے مگر دیتے تھے — بوسہ بوسہ پہ قسم گریۂ خونبار پہ حلف
آپ کی آنکھوں نے بیمار بنایا ہمکو — ہو اگر شک تو رکھو نرگسِ بیمار پہ حلف
اس میں کیا بس ہے مرا کہنے دیتے ہو مجھے — گرمیِ نالہ پہ قسم آہِ شرر بار پہ حلف
وعدہ کیا شے ہے وہ خوبی سے اڑا دیتے ہیں — ایک ہی جنبشِ ابروئے ستمگار پہ حلف

اے نعیم آج جو مشہود وفا دشمن ہیں
رکھتے ہیں عہدِ وفا کا وہ وفادار پہ حلف

خمسہ بر غزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

مَرِیضُ الْحُبِّ یَا مَوْلَایَ یَسْوَاکَ — وَلَا یَشْفِیْہِ شَیْءٌ غَیْرُ لُقْیَاکَ
کَرِیْمٌ کُنْ بِرَ غَرِیْباں طَالِبٍ مَشْوَاکَ — زِ ہجراں بر لبِ آمد جانِ غمناکَ
اَلَا یَا لَیْتَ شِعْرِیْ اَیْنَ اَلْقَاکَ

رہے غیر از رہِ عشقت نہ پویم — حدیثے جز ثنائے تو نہ گویم
ز لوحِ قلب نقشِ غیر شویم — بہر جمعیتے وصلِ تو جویم
لَعَلَّ اللّٰہَ یَجْمَعُنِیْ وَ اِیَّاکَ

بدیدارِ تو باشد کے برابر — نظر کردن بخلدِ پاک منظر
نہ بردارم ز خاکِ پائے تو سر — نعیمِ خلد اگر گردد میسر
لَعَمْرِیْ لَا یُطِیْبُ الْعَیْشُ دُوْنَاکَ

ز خود رفتم کہ یابم از تو ہستی — چو سایہ ہمرہت باشم دوامی
مرا حاضر حضورِ خویش یابی — عنانِ عزم ہر سوئے کہ تابی
سِوَی الْقَلْبِ الْمُنِیْمِ لَیْسَ مَاوَاکَ

فغان و آہ شیون ہا شنیدی — بچشمِ لطف سوئے من ندیدی
چرا اے جانِ من از من رمیدی — شدم خاکِ رہِ دامن کشیدی
وَمَنْ ھُوَ شَاخِ گُلْ خَاشَاکِ خَاشَاکَ

اگر بر گردنِ عاشق نہی تیغ — فدائے تیغ گردم سیدی تیغ
بپائے جانِ منعم می بری تیغ — بقصدِ قتلِ جامی می بری تیغ
کَرَمْ ہائے کُنِیْ اَلْلّٰہُ اَلْبَاقِیْ

کجا کس سے بیانِ دردِ دل — کس سے کہیے داستانِ دردِ دل
غیر کی منت اٹھانا کیا ضرور — حال کہہ دے گی زبانِ دردِ دل
سوزشِ غم کا بیاں ہے آہِ گرم — چشمِ تر ہے قصہ خوانِ دردِ دل
عاشقِ شوریدہ سے کیا پوچھنا — زرد رنگ ہے ترجمانِ دردِ دل
دیکھ کر اُن کو شگفتہ ہو گیا — کیا دکھاتا میں نشانِ دردِ دل
تابشِ رُخ سے سحر کر دیجیے — ہے شبِ تیرہ جہانِ دردِ دل

زخمہائے دل کے غنچے کھل گئے | رنگ پر ہے بوستانِ دردِ دل
درد سچا ہے تو ہوگی چشمِ لطف | ہے یہی بس امتحانِ دردِ دل
اے صبا جا کر مدینہ میں سنا | حال زارِ نیم جانِ دردِ دل

لطف ہو منعم سے فرمائیں حضور
ہے مزے کی داستانِ دردِ دل

جہاں زیرِ نگینِ شاہِ عالم | درخشاں مہرِ دینِ شاہِ عالم
فزوں در مرتبہ از عرشِ اعلیٰ | زہے قدرِ زمینِ شاہِ عالم
امامِ قدسیانِ سدرہ منزل | یکے از خادمینِ شاہِ عالم
جمیلِ آسمانی خانہ زادے | ز انوارِ حبیبِ شاہِ عالم

نعیم الدین عاصی ہیچ کارہ
غلامِ کمترینِ شاہِ عالم

تضمین بر غزلِ بیدم

ربِ احمد کی قسم احمدِ ذیشاں کی قسم | اپنے آقا کی قسم شاہِ رسولاں کی قسم
دردِ دل کی قسم اپنے دلِ ویراں کی قسم | مٹ گئے عشق میں خاک درِ جاناں کی قسم

پھر بھی بھیرے ہے دل جنبشِ دلداں کی قسم

ملتی ہے تیری غلامی سے نجاتِ ابدی | تجھ میں گم ہونے کو کہتے ہیں ثباتِ ابدی
تجھ پہ مٹ جاؤں تو حاصل ہو بقائے ابدی | تجھ پہ مرنے کو سمجھتا ہوں حیاتِ ابدی

آرزوؤں کی قسم حسرت و ارماں کی قسم

دیکھنے والوں کے پھر ہوش اڑا دے جلوہ | آج ہر ذرہ کو خورشید بنا دے جلوہ
حسرتیں اس دلِ شیدا کی مٹا دے جلوہ | حشر ہے آج تو بے پردہ دکھا دے جلوہ

تجھ کو محبوب مرے چاکِ گریباں کی قسم

دل وحشی ہے ترے ہجر میں ہر دم مغموم | در اقدس پہ پہنچنا یہ کہاں تجھے معلوم
آگے تقدیر میں کیا ہے یہ نہیں کچھ معلوم | تیرہ بختی نے رکھا وصل سے اب تک محروم

شبِ ہجراں کی قسم شامِ غریباں کی قسم

خسروِ حسن ترے حسن کی یکتا ہے بہار | دل تو کیا چیز تری زلف پہ کونین نثار
یہ تو منعم نہ کسی طرح کہے گا زنہار | دل الجھتا ہے خدا کیلیے زلفوں کو سنوار

اپنے بیدم کے تجھے حالِ پریشاں کی قسم

خمسہ بر غزلِ حضرتِ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

نہ روزے کہ مغموم و محزوں نہ گریم | نہ شامے کہ من ہمچوں مجنوں نہ گریم
نہ وقتے کہ از سیلِ افزوں نہ گریم | دمے نگذرد کز غمت خوں نہ گریم

ز وصلت جدا ماندہ ام چوں نہ گریم

بسلطانِ خوباں مرا بست رازے | بدرگاہِ سرکار دارم نیازے
با اہلِ جہاں کے کند قلب سازے | نہ بینم بطرفِ چمن سرو نازے

کہ از شوقِ آں قدِ موزوں نہ گریم

بکارم کجا آید ایں تاک زادہ | خمارم ز عشقِ ست ہر دم زیادہ
مرا ساقیم ذوقِ پاکیزہ دادہ | نیارم گہے سوئے لب جامِ بادہ

کہ بر یادِ آں لعلِ میگوں نہ گریم

مرا یادِ محبوب ہر لحظہ باید | گہے التفاتے سوئے کس نشاید
دلم جانبِ مہوشاں کے گراید | ز لیلیٰ مرا ہیچ گہہ یاد ناید

کہ بر محنت و دردِ مجنوں نہ گریم

حقیقت شناسے کہ وصفت شنیدہ | تعلق ز خوبانِ عالم بریدہ

ہر آں را کہ ذوقِ غمِ اُو چشیدہ | نہ خونِ جگر ماند نے آب دیدہ
نہ از بے غمی جاں کہ اکنوں نہ گریم
نعیما بسے مست ہشیار جامی | کہ دارد نیازے بسرکار جامی
ز عشقِ نبی گنج اسرار جامی | نہ بینم کسے گریہ بازار جامی
کہ از دیدہ و دل بروں نہ چکریم

منقبت بجناب امامِ عالیمقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عابدِ کبریا امامِ حسین | زاہدِ بے ریا امامِ حسین
گلِ گلزارِ سیّدِ عالم | مہ جبیں خوش لقا امامِ حسین
حضرتِ فاطمہ کے نورِ نظر | دینِ حق کی ضیا امامِ حسین
قرۃ العین حضرتِ حیدر | سیّدِ اولیا امامِ حسین
سبطِ اکبر کے راحتِ دل و جاں | قوتِ مجتبیٰ امامِ حسین
دین کے پیشوا امام حسین | رہنما مقتدا امامِ حسین
جملہ اصحاب کے قرارِ دل | وارثِ انبیا امامِ حسین
جاں نثارانِ دین کے سرخیل | ہادی و پیشوا امامِ حسین
وہ شہادت کو ناز ہو جن پر | اہلِ صبر و رضا امامِ حسین
صاحبِ عدل و داد و حلم و کرم | تاجِ اہلِ سخا امامِ حسین
حامیِ دینِ ناصرِ ملّت | دینِ حق پر فدا امامِ حسین
کربلا کی زمیں پہ خوں سے لکھا | تم نے نامِ وفا امامِ حسین
تم نے دکھلا دیا زمانے کو | نقشِ صدق و صفا امامِ حسین
دہر عالم میں ہے شجاعت کی | کام ایسا کیا امامِ حسین

کیسے کیسے ستم ہوئے تم پر | عاشقِ کبریا امامِ حسین
راہِ حق میں کٹا یا سب کنبہ | مرحبا مرحبا امامِ حسین
تین دن تک پیاس میں تڑپا | تیرا سب قافلہ امامِ حسین
نونہال اپنے تم نے نذر کیے | فخرِ صبر و رضا امامِ حسین
فوجِ ظالم کی رو سیاہ ہوئی | کر کے ظلم و جفا امامِ حسین
تیری صولت سے تیرے اعدا میں | تہلکہ پڑ گیا امامِ حسین
تیری تلوار کا جہاں میں ہے | آج تک غلغلہ امامِ حسین
کاٹے ہر وار میں پرے کے پرے | روئے اشقیا امامِ حسین
جلوہ افروز کربلا میں ہوئے | سیّدِ انبیا امامِ حسین
آپ کو دائمی حیات ملی | اے امامِ ہدیٰ امامِ حسین
سب جہاں میں تمہارا قبضہ ہے | فاتحِ کربلا امامِ حسین
ساری خلقت میں ہو گئے رسوا | تیرے اعدا شہا امامِ حسین
سارے عالم کے مومنوں کے لیے | رب سے کیجئے دعا امامِ حسین
آپ سے رکھتے ہیں امید کرم | رنج کے مبتلا امامِ حسین

اس نعیم گنہگار پہ لطف
اے شہِ اصفیا امامِ حسین

قتیلِ خنجرِ بیداد ہوں میں | فدائے ناوکِ صیاد ہوں میں
مجھی سے ہے جہاں میں نامِ اُلفت | حدیثِ عشق کی اسناد ہوں میں
مصائب کے پہاڑوں کا نہیں خوف | کہ اپنے وقت کا فرہاد ہوں میں
نکالے جس نے اُس بُت کو نکالا کر | ترا لے کو یکیں اُستاد ہوں میں
میں یہ چاہوں کہ تم ہو خانہ آباد | یہ چاہو تم مروں برباد ہوں میں

یہ پایا آپ کی الفت کا ثمرہ
لگایا جب سے دل ناشاد ہوں میں

چمن میں کس طرح میرا گزر ہو
اسیرِ پنجۂ صیاد ہوں میں

کیا ایسا غموں نے مجھکو رنجور
کہ محوِ نالہ و فریاد ہوں میں

اسیرِ عشق ہوں آزاد ہوں میں
غموں میں مبتلا ہوں شاد ہوں میں

یہ فیاضی کرم کر کرکے ہر بار
مجھی کو بھولتے ہیں یاد ہوں میں

مٹا دی اُس نے میری سرگرانی
رہینِ منتِ جلاد ہوں میں

گل و نسریں پہ دل مائل نہیں ہے
فدائے قامتِ شمشاد ہوں میں

نعیمِ بے خطا پر یہ جفائیں
غنیمت ہے کہ انکو یاد ہوں میں

نالہ کرتے ہیں آہ کرتے ہیں
یہ بھی کوئی گناہ کرتے ہیں

پاؤں زخمی ہوئے تو بہتے دو
سر کو ہم وقفِ راہ کرتے ہیں

آپ کے ہجر میں اسیرِ الم
گریہ اے بادشاہ کرتے ہیں

دُور دُوری کا دُور ہو جائے
یہ دعا صبح گاہ کرتے ہیں

دل لگانا کسی سے لاحاصل
وہ کسی سے نباہ کرتے ہیں

گرچہ عاصی ہیں تیری رحمت کی
ہم اُمید اے اللہ کرتے ہیں

ناامیدی ہے کام کافر کا
پاس وہ روسیاہ کرتے ہیں

آپ کے غم میں جان دی ہم نے
آپ کو ہم گواہ کرتے ہیں

اُن کے حُسنِ جمیل کی توصیف
انجم و مہر و ماہ کرتے ہیں

حال اُن سے کیا کہے کوئی
حُسن کے وہ واہ واہ کرتے ہیں

حُسنِ ناپائیدار پہ یہ غرور
بُت ستم بے پناہ کرتے ہیں

عشق کرتے ہیں جو پری رُو سے
نامہ اپنا سیاہ کرتے ہیں

حُسنِ فانی بھی حُسن ہے کوئی
عُمر کو کیوں تباہ کرتے ہیں

حُسنِ باطل پہ ناز اور غمزہ
کیوں یہ نامہ سیاہ کرتے ہیں

آنکھ رکھتے ہیں جو نعیم الدین
دل سے عشقِ الٰہ کرتے ہیں

قصہ اُن کے ستم کا کہتے ہیں
اشکِ خوں آنکھ سے جو بہتے ہیں

ہم ہی ہیں وہ جو آپ کے طعنے
سنتے رہتے ہیں اور سہتے ہیں

آپ کا حُسن بے زوال نہیں
مہر و مہ بھی کبھی تو گہتے ہیں

پردہ در پردہ، پردہ در پردہ
آپ آنکھوں میں میری رہتے ہیں

اس کا انکار تو غلط ہوگا
دلِ منعم میں آپ رہتے ہیں

تختۂ مشقِ جفائے کی ادا میں ہی تو ہوں
گردِ رہوارِ عتاب دلربا میں ہی تو ہوں

خاک ہو کر میں نے اُن کا رُتبہ بالا کر دیا
مس کو جو کر دے طلا وہ کیمیا میں ہی تو ہوں

بانیِ ظلم و ستم، جور و جفا تم ہی تو ہو
نازبردارِ ستم عینِ وفا میں ہی تو ہوں

سختیوں کے واسطے پیدا ہوا میں ہی تو ہوں
قیس اور فرہاد سب کا پیشوا میں ہی تو ہوں

کشتۂ تیغِ ستم، رنجورِ نازِ فتنہ زا
منعمِ افگار مشکورِ جفا میں ہی تو ہوں

قطعہ

شکستہ حال و شکستہ دل و شکستہ امید
زبانِ شکستہ ہوں یا میں شکستہ کہتا ہوں
شکستہ خط میں شکستہ قلم سے حالِ شکست
شکستہ دل کا شکستہ ورق پہ لکھتا ہوں

اے زائرِ کوئے نبی اتنا تو کر اے مہرباں
اہلِ مدینہ کو سنا حالِ نعیمِ خستہ جاں
مایوسیوں کی کثرتیں ناکامیوں پر حسرتیں
تنہائیوں کی وحشتیں اندوہِ غم کی داستاں
بیتابیوں کا سلسلہ بیچینیوں کا مشغلہ
ناصبریوں کا غلغلہ اور شدتِ دردِ نہاں
سر میں ہے سودائے جنوں دل وحشت سے حالِ زبوں
دل سے بپا رخصت سکوں آنکھوں سے اشکِ خوں رواں
شدت پہ ہے دورانِ سر زوروں پہ ہے دردِ جگر
خوں رو رہی ہے چشمِ تر پھٹ کر ہوا ہے دل کتاں
جاتے رہے تاب و تواں اعضا میں قوت ہے کہاں
غم نے کیا ہے نیم جاں درد و جدائی الاماں
یہ شورشِ طوفانِ غم یہ سوزشِ رنج و الم!
ہجراں کے یہ جور و ستم اور یہ ضعیف و ناتواں
دن حسرتوں میں کاٹتا راتوں کو رونا جاگنا

ہر وقت غم کا سامنا ہر لحظہ آنکھیں خونفشاں
اعدا کے نرغے میں خدا اپنے ہوئے ہیں بے وفا
ہر سمت سے آئی بلا آفت کا ٹوٹا آسماں
جور و ستم کی بارشیں اور دشمنوں کی سازشیں
بیکار ہیں سب تلاشیں سلم کا خوں ہے رائیگاں
ہم کیا کہیں حالِ تباہ ہم سے ہوئے جو گمرہ
بیشک ہیں ہم نامہ سیاہ نادم ہیں اب ہم بیگماں
رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا اِلَیْکَ مَرْجِعُنَا
فَاغْفِرْ لَنَا مَا قَدْ مَضٰی بخش اے رحیم بیکساں
یَا اَهْلَ طَیْبَةَ انْظُرُوْا اَخَوَالَنَا اِذْ هَبُوْا
عِنْدَ الشَّفِیْعِ وَاشْفَعُوْا فِیْ حَضْرَتِهٖ بِالْجِنَانِ
قُوْلُوْا لَهٗ خَیْرَ الْوَرٰی اِرْحَمْ عَلٰی مَنْ خَدَّ عَصٰی
جَاءَ اِلَیْکَ تَائِبًا کن درگزر از جرم آں
اے خاتمِ پیغمبراں اے سرورِ ہر دو جہاں!
اے مالکِ کون و مکاں رحمے بحالِ عاصیاں
اے رحمتِ عالم مدد اے سیدِ اکرم مدد
اے دافعِ ہر غم مدد امداد اے شاہِ جہاں
فریاد اے سلطانِ دیں اے رحمۃ للعالمیں
تم ہو شفیع المذنبیں اس در سے ہم جائیں کہاں
فریاد اے محبوبِ رب فریاد اے شاہِ عرب
ہم تم سے کرتے ہیں طلب دل کی مرادیں ہر زماں

دل کی مرادیں دیجیے، مسرور ہم کو کیجیے
اب تو خبر لے لیجیے، غم ہو چکے ہیں بیکراں

ہم کو "لا" صی ہو عطا، ہو دُور سب رنج و بلا
آفت کی گھٹ جائے گھٹا، چمکیں نہ غم کی بجلیاں

اب کیجیے ایسا کرم، ہو دین کا اُونچا علم
کفار کی گردن ہو خم، ان کا مٹے نام و نشاں

اسلام کی لیجے خبر، اور کفر کو پہنچے ضرر
کفار ہوں زیر و زبر، سب بھول جائیں مستیاں

مُسلم کو پھر شوکت ملے، اسلام کو قوت ملے
بدخواہ کو ذلت ملے، اے دینِ حق کے پاسباں

ذوقِ عبادت ہم کو دو، شوقِ ریاضت ہم کو دو
سنّت کی رغبت ہم کو دو، ہم سے ادا ہوں نیکیاں

مُسلم ہوں باہم متحد، بھائی کا بھائی ہو مدد
مٹ جائے سب آپس کی ضد، رشک و حسد سے ہو اماں

طیبہ میں اپنے لطف سے اذنِ اقامت دیجیے
فرقت سے دل بیتاب ہے کب تک رہوں ہندوستاں

راہ مدینہ دُور ہے، بندہ بہت رنجور ہے
اور حاضری منظور ہے، امداد سلطانِ جہاں

یَارَبَّنَا صَلِّ عَلٰی مَحْبُوْبِكَ مُخْبِرِنَا
اَزْكَى صَلٰوةٍ دَائِمًا اَنْمٰى صَلٰوةٍ كُلِّ آنْ

یَارَبَّنَا سَلِّمْ عَلٰى رُوْحِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى
وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ اِلٰى مَا دَارَ دَوْرَانُ الزَّمَانِ

اُجڑے ہوئے دیار کو عرشِ بریں بنائیں تو
اُن پہ فدا ہے دل مرا ناز سے دل میں آئیں تو

چہرۂ پاک سے نقاب آپ ذرا اُٹھائیں تو
حُسنِ خدا نما کی شان، شانِ خدا دکھائیں تو

کشتۂ عشق سیّدا آپ کے نام پر مرے
جلوہ اُنھیں دکھایئے آپ اگر جِلائیں تو

دَرد و الم کے مبتلا جن کی کہیں نہ ہو دَوا
دیکھیں وہ شانِ کبریا آپ کے در پہ آئیں تو

کرتے ہیں کس پہ کچھ ستم، کیوں ہو کسی کو رنج و غم
مولدِ مصطفٰے کی ہم عید اگر منائیں تو

بد ہیں اگرچہ ہم حضور، آپ کے ہیں مگر ضرور
کس کو سنائیں حالِ دل تم کو نہیں سنائیں تو

آپ کے در پہ گر نہ آئیں کون سا در ہے جس پہ جائیں
سامنے کس کے سر جھکائیں آپ ہمیں بتائیں تو

حال مرا تباہ ہے نامہ مرا سیاہ ہے
ہیچ مرا گناہ ہے آپ اگر بچائیں تو

دل کی مُراد اُن کی دید، دید ہے اُنکی دل کی عید
عید نہیں ہے کچھ بعید لطف سے گر بلائیں تو

صدمۂ فراق و ہجر کے کس سے یہ غمزدہ کہے
تم ہی اگر کرم کرو دردِ نہاں سنائیں تو

رفع ہیں فتح کے اثر بیش ہیں کسر کے ضرر

زیر کو کیجئے زبر نصب عدو اٹھائیں تو
کرنے کو جان و دل فدا روضۂ پاک پر شہا
پہنچے نعیم بے نوا، آپ اگر بلائیں تو

ترجیعِ بند

کھول دو سینہ مرا فاتحِ مکہ آ کر
کعبۂ دل سے صنم کھینچ کے کر دو باہر
پر ہے غفلت کے نگاہوں سے بٹا دو پیکر
بھر دو کاسہ پہ فرما دو عنایت کی نظر

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کر دو
دل میں عشقِ رُخِ پُرنور کا جذبہ بھر دو

دل تاریک کرم ہو تو مجلی ہو جائے
تیرہ آئینہ توجہ سے مصفا ہو جائے
سینہ انوار گہِ جلوۂ مولیٰ ہو جائے
دل میں تم آؤ تو دل عرشِ معلیٰ ہو جائے

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کر دو
دل میں عشقِ رُخِ پُرنور کا جذبہ بھر دو

دل میں حرص و ہوس و خواہشِ دنیا نہ رہے
آپ کا عشق ہے غیر کا خطرہ نہ رہے
آپ کی یاد ہو سر میں کوئی سودا نہ رہے
دل مدینہ ہے اور دیر و کلیسا نہ رہے

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کر دو
دل میں عشقِ رُخِ پُرنور کا جذبہ بھر دو

جلوہ فرمائیے قالب میں مری جاں ہو کر
سلطنت کیجئے اس جسم میں سلطاں ہو کر
آپ میں ہو کے فنا آپ پہ قرباں ہو کر
قدسیوں کو بھی تو دکھلا دو میں حیراں ہو کر

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کر دو
دل میں عشقِ رُخِ پُرنور کا جذبہ بھر دو

بندۂ وارثِ عالی پہ نعیم بیکس
شامتِ نفس سے ہے آہ گرفتارِ ہوس

کیجئے اسکو رہا توڑ دیے سب بندِ قفس
ورد لب تا دمِ آخر رہے نامِ اقدس

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کر دو
دل میں عشقِ رُخِ پُرنور کا جذبہ بھر دو

تمنائے مطلع

سبزہ ہو فصلِ گل ہو لبِ جوئے یار ہو
وہ مہر مہر سے شبِ مہ ہمکنار ہو
میں ہوں وہ گل ہو غیر کا نام و نشاں نہ ہو
پھر دیکھئے بہار کی کیسی بہار ہو

تمنّیاں

داغِ جگر کا حال اگر آشکار ہو
مہرِ منیر مہ کی طرح داغدار ہو
ہوگی کبھی حسینوں میں لیلیٰ بھی کوئی چیز
گر آج ہو کنیزوں میں تیری شمار ہو
غیروں پہ لطف کرتے ہو ایسا بھی کوئی ہے
دل جسکا میری طرح سے داغدار ہو

حیرت

وعدہ پہ بھی نہ جسکے ذرا اعتبار ہو
حیرت یہ ہے کہ اُسکا ہمیں اعتبار ہو
بے مہریوں کی یار کا ہم کیا گلہ کریں
دل ہی پیا پنے جب نہ ہمیں اختیار ہو

مجاز سے انحراف

اے آنکھ اپنے حال پہ اب اشکبار ہو
اے سر خدا کی راہ میں اب تو نثار ہو
اے دل عمل تو سینہ سے یا جزر کی نکال
بن عرشِ حق کہ جلوۂ حق آشکار ہو
اے نفس تابکے تری مرتابیوں کا زور
بندہ بن اب خدا کا اطاعت شعار ہو

ایماں پہ خاتمہ ہو تو منعم ملے مراد
حاصل رضائے حضرتِ پروردگار ہو

تڑپنے سے دل کو نہ فرصت کبھی ہو
نہ جاں کو کبھی رنج سے مخلصی ہو
غم و درد ہو رنج ہو بے کلی ہو
مرا حال ابتر ہو افسردگی ہو

مسیحا مرے درد کے چارہ گر ہو
معالج فلاطون و بقراط اگر ہو

ترقی مرے درد کو دم بدم ہو
سر مو بھی تکلیف کوئی نہ کم ہو

نیا درد ہو دل میں تازہ الم ہو
لبوں پر ہو فریاد اور چشم نم ہو

تمہیں بے قراری فزوں ہوتی جائے
مری آنکھ بھی اشک خوں رونی جائے

شفیع روزِ محشر ہے شہنشاہِ زماں تم ہو
مقیمِ عرشِ اعلیٰ ہو مکینِ لامکاں تم ہو

ترے رتبہ سے بالا مرتبہ کس کا ہے دنیا میں
رفیقِ بیکساں تم ہو انیسِ بیکساں تم ہو

کلیجہ کیوں نہ ڈھونڈا ہو تمہارا نام لینے سے
محمد مصطفےٰ تم ہو حبیبِ دو جہاں تم ہو

یہاں پر میں تڑپتا ہوں تمہارے دردِ فرقت میں
مجھے قسمت پہ اُن کی رشک ہے صوفی جہاں تم ہو

جو تم سے پھر گیا صوفی ٹھکانا ہے کہاں اُس کا
خدا بھی مہرباں اُس پر کہ جس پر مہرباں تم ہو

چلے گا قافلہ اُمت کا جب میدانِ محشر کو
نہیں خطرہ ہمیں جبکہ امیرِ کارواں تم ہو

حسابِ زندگی درپیش ہوگا جب قیامت میں
مجھے دامن میں ڈھک لینا پناہِ بیکساں تم ہو

تمہارے نام کا سکہ ہے جاری ساری دنیا میں
سلیماں کس طرح کہہ دوں کہ شاہِ دو جہاں تم ہو

ترے در سے کہاں جائے یتیم زادۂ صوفی
طبیبِ دردِ دل تم ہو علاجِ دردِ جاں تم ہو

شبِ غم بھی آخر بسر ہو گئی
تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی

مرے دردِ دل کی خبر ہو گئی
جو چشمِ کرامت اِدھر ہو گئی

مدینہ کا دیدار مشکل نہیں
نگاہِ عنایت اگر ہو گئی

دیارِ نبی میں گزر ہو گئی
یہ تقدیر کس اوج پر ہو گئی

لیے قلبِ مضطر مدینہ میں پہنچا
تسلی زمیں چوم کر ہو گئی

نگاہیں فدا روضۂ پاک پر
جبیں عاشقِ سنگِ در ہو گئی

مواجہ میں عرضِ صلوٰۃ و سلام
مری آبرو اس قدر ہو گئی

میسّر ہوا بوسۂ سنگِ در
یہ عزت تری نامہ بر ہو گئی

غموں میں مرے اک اضافہ ہوا
دعا درد کی درد سر ہو گئی

غمِ عشق تھا دل کے اندر نہاں
مری پردہ در چشمِ تر ہو گئی

نعیمِ خطاکار پر یہ کرم
شفاعت نبی کی سپر ہو گئی

وہ کہنے لگے شاد بسر ہو گئی
اٹھو بھی کہ اب تو سحر ہو گئی

وہ آنکھوں میں آئے وہ دل میں سمائے
رقیبوں کو کیسے خبر ہو گئی

اشارے ہوئے غیر سے
مری آہ بھی بے اثر ہو گئی

فصاحت سے کہتے ہیں موئے سفید
کہ ہشیار ہو اب سحر ہو گئی

خودی سے گزر چل خدا کی طرف
کہ عمرِ گرامی بسر ہو گئی

نبی کو اُنکی تمروت کو اُن کی
خدا جانے کس کی نظر ہو گئی

رہا صبح دم تک ترا انتظار
تری شکل تیری کمر ہو گئی

بسا ہے وہ مجھ میں ہیں وہ سو گئی کی
تلاش اُسکی دشوار تر ہو گئی

غمِ خونِ دل کھاتے پیتے رہے
غریبوں کی اچھی گزر ہو گئی

نعیمِ سیہ کار مغفور ہو گا
جو شاہِ جہاں کی نظر ہو گئی

اندر دلم ہوائے تو یا سید الورٰی
کونین از برائے تو یا سید الورٰی

ایمان و دل فدائے تو یا سید الورٰی
قربِ اتم لقائے تو یا سید الورٰی

اندر دلم ہوائے تو یا سید الورٰی
عرشِ دلم سرائے تو یا سید الورٰی

کافی ست بہرِ جملہ مریضانِ جاں بلب
یک قطرہ از دوائے تو یا سید الورٰی

سلطانیِ جہاں شرفِ لعلِ پاک
محبوبیت روائے تو یا سید الورٰی

تدعی فداک فیہ ہو مولاک فی صواتہ
مطلوبِ حق رضائے تو یا سید الورٰی

یابد نعیمِ خلد نعیمِ سیاہ کار
میرد چو مبتلائے تو یا سید الورٰی

گل از نزاکتِ لبہائے دلربا حاکی
قمر ز طلعتِ رخسارِ پُر ضیا حاکی

نجوم واصفِ لمعانِ نور و ندانت
خور از جبینِ پُر انوارِ مصطفےٰ حاکی

سپہر رفعتِ قدرِ ترا ثنا گوئے
صنوبر از قدِ دلجوئے خوش ادا حاکی

زپردہ داریِ زلفِ تو شب شبیہ خواں
سحر ز تابشِ رخسارِ باصفا حاکی

ز حسنِ حلقۂ زلفت وظیفہ خواں سنبل
بذکرِ چشمِ تو نرگس بصد حیا حاکی

بمدحِ جود تو ابرِ محیط رطب لساں
ز فیضِ عام تو در بحر و بر صبا حاکی

نعیمِ تفتہ جگر خستہ دل اسیرِ فراق
ز درد ہجرِ تو شام و سحر شہا حاکی

قصیدہ بر غزلِ خود

زبان لال ہے نطقِ خجستہ انشا کی
عجب ہے عاجزیِ افکارِ عرش پیما کی

ہو جو کسطرح اُس لعلِ عالم آرا کی
گل از نزاکتِ لبہائے دلربا حاکی

قمر ز طلعتِ رخسارِ پُر ضیا حاکی

حواس و عقل و خرد فہم و دانش و فطنت
جمالِ حسن سے سب کو ہے عالمِ حیرت

زمین و آلے کریں کیا کمال کی مدحت
نجوم واصفِ لمعانِ نور و ندانت

خور از جبینِ پُر انوارِ مصطفےٰ حاکی

تمہاری مدح کی خاطر حسین میں فجروں نے
ہزار نازش و انداز سے دہن کھولے

تراوشِ سخنی بہت کی زبانِ سوسن نے
سپہر رفعتِ قدرِ ترا ثنا گوئے

صنوبر از قدِ دلجوئے خوش ادا حاکی

تمہارے حسن کے مداح ہیں زمین و زماں
تمہاری خوبی کا چرچا ہے ہر جہاں میں کہاں

جمالِ مہر ہے و متافِ عارضِ رخشاں
ز پردہ داریِ زلفِ تو شب شبیہ خواں

سحر ز تابشِ رخسارِ باصفا حاکی

ترانہ سنج تھی گلشن میں آج یوں بلبل
تمہارا چہرہ و انور کہاں کہاں یہ گل

تمہارے قدموں پہ قربان بوستاں باغل
ز حسنِ حلقۂ زلفت وظیفہ خواں سنبل

بذکرِ چشمِ تو نرگس بصد حیا حاکی

کریم خلق ہو واصف ہے آپ کا رحماں
کریم خلق ہو مداح ہے آپ کا قرآں

کرم تمہاری کریمی کا بندۂ احساں
بمدحِ جود تو ابرِ محیط رطب لساں

ز فیضِ عام تو در بحر و بر صبا حاکی

ترپ رہا ہے عجب طرح سے دلِ مشتاق
غمِ جہاں ہے قلبِ حزیں پہ بیحد شاق

امیدوارِ نگاہِ عنایت و اشفاق
نعیمِ تفتہ جگر خستہ دل اسیرِ فراق

ز درد ہجرِ تو شام و سحر شہا حاکی

مناجات

رہیگی تا خمِ فرقت کی کبتک سینہ افگاری
کریگی یاس تا کے زخم پر دل کے نمک باری
بہینگے دل کے ٹکڑے بنکے آنسو آنکھ سے کبتک
رہینگے چشمِ گریاں سے کبتک اشکِ غم جاری
یہ بے سامانیاں یہ ضعف اور یہ دوری منزل
دلِ بے صبر کی کبتک رہیگی ایسی ناچاری
شکستہ سی امیدیں زندگی کی یکہ معاون ہیں
کمر ہمت کی توڑے ڈالتی ہے اپنی ناداری
نہ کچھ حسنِ عمل ہی ہے نہ کوئی مادی ساماں
جو کچھ ساماں ہے تو چھوٹی سی تھوڑی گریہ زاری
میں کس مُونہ سے کہوں مجھکو بلا لیجئے مدینہ میں
میں خود نادم ہوں آقا دیکھ کر اپنی سیہ کاری
کہاں مجھ سا مکینہ اور کہاں وہ لقعۂ طاہر
کہ جس میں جلوہ فرما ہیں حبیبِ حضرتِ باری
ولیکن کیا تعجب ہے اگر اپنی کریمی سے:
کرے وہ رحمتِ عالم خطا کاروں کی ستاری
ذرا بھی چشمِ رحمت ہو تو مٹجائیں گنہ میرے
مرادیں سب بر آئیں نکلیں دل کی حسرتیں ساری
مدینہ ہو یہ آنکھیں ہوں وہ سنگِ در یہ پیشانی
وہ آقا ہوں یہ بندہ ہو یہ دامن وہ گہربار ی

یہ بیشد ا ہو وہ روضہ ہو یہ آنکھیں ہوں وہ جلوے ہوں
یہ طالب ہو وہ مطلب ہو یہ دل ہو اور وہ طلبی
زباں پر ہوں درودیں سر جھکا ہو ہاتھ پھیلے ہوں
مزہ ہو بر سرِ جود و کرم ہو لطفِ سرکاری
زہے قسمت گدا ہوں میں اسی سرکارِ عالی کا
عطا فرمائی جس کو حق نے سرداروں کی سرداری
ملے وہ انبساط و فرحِ روحانی و ایمانی
دلِ غم دیدہ اپنا بھول جائے گریہ و زاری
تمنائیں مچلتی ہوں عطائیں لطف کرتی ہوں
دعاؤں کی اجابت کر رہی ہو ناز برداری
وہ الطافِ کریمانہ ہوں وہ انعامِ شاہانہ
نعیم الدین کو دیکھیں دیدۂ حسرت سے درباری

اے ابنِ سعد تے کی حکومت تو کیا ملی
ظلم و جفا کی جلد ہی تجھ کو سزا ملی
اے شمرِ نابکار شہیدوں کے خون کی
کیسی سزا تجھے ابھی اے ناسزا ملی
اے قاتلانِ خونِ جوانانِ اہلِ بیت
دیکھا کہ تم کو ظلم کی کیسی سزا ملی
کتوں کی طرح لاشے تمہارے سڑا کیے
گھورے پہ گور کو بھی تمہاری نہ جا ملی
رسوائے خلق ہو گئے برباد ہو گئے
مردود و دون تم کو ذلت ہر دو سرا ملی
تم نے اُجاڑا حضرتِ زہرا کا بوستاں
تم خود اُجڑ گئے تمہیں یہ بد دعا ملی
دنیا پہ ستمگرو دین سے مُونہ موڑ کر تمہیں
دنیا ملی نہ عیش و طرب کی ہوا ملی
آخر دکھا یا رنگ شہیدوں کے خون نے
سرکٹ گئے اماں تمہیں اک ذرا ملی
پائی ہے کیا نعیم انھوں نے بھی سزا
دیکھینگے وہ جحیم میں جسدم سزا ملی

دورِ نو زیرِ فاضلان اہلسنت

خمسہ

نہ مراد دستہ کاری دو حلہ شکنی
کہ بود درد و غش مایۂ شادی و خوشی

نہ مرا خونِ جفا جوئی و عشاق کشی
اِلٰہی حبیبِ عربی مددی فرہ شی

گو بظاہر نہ میسر شدہ دیدار نبی
کہ بود درد و غش مایۂ شادی و خوشی

بود دل جلوہ گہ حسنِ ملیح نبوی
اِلٰہی حبیبِ عربی مددی فرہ شی

میں گنہگار خطا کار سیہ کار سہی
کہ بود درد و غش مایۂ شادی و خوشی

باوجود اسکے شفاعت کی ہے امید قوی
اِلٰہی حبیبِ عربی مددی فرہ شی

کمالِ حسن پر وہ ستِ ناز لاتا ہے
سنبھل کر اے دلِ مضطر تڑپ نہ جائے کہیں

ارسطو کیا کہ فیضِ عاشقاں پر ہاتھ رکھنے سے
فلاطوں خود گرفتارِ بلائے خستہ حالی ہے

نہیں کچھ سینہ کاوی چل دیا شاید کہیں دلبر
کہ دل پہلو سے غائب ہے ہمارا سینہ خالی ہے

یکس نے روند ڈالا لاش پر بکس کو قدموں سے
کہ آنکھیں کھل گئیں جاں آگئی کیا پائمالی ہے

پھلیں پھول و شجر گلزار پھولیں چشمے ہوں جاری
برس اے چشمِ خوں افشاں جہاں میں قحط سالی ہے

فنا ہوا کہیں جنکو ہو نہیں سکتی فنا ہرگز
یہ ہستی جس پہ تو مٹتوں ہے تصویرِ خیالی ہے

ہنر ہی سے جہاں میں آدمی کی قدر ہوتی ہے
نعیمِ بے ہنر مشہور تیری بے کمالی ہے

سیر دل کی جسے میسر ہے
عیشِ دنیا اُسے مکدر ہے

اُسکے نزدیک زینتِ عالم
خس و خاشاک سے بھی کمتر ہے

اصل نعمت بقا ہے لیکن وہ
کونسی چیز کو میسر ہے

کون سی چیز کو زوال نہیں
نیستی سب کی یاں مقدر ہے

ہے نظر میں روز ماہِ منیر
اسی چکر میں مہرِ خاور ہے

نقشِ بر آب کی طرح ہیں وجود
بے ثباتی ہر اک کی اظہر ہے

سب حقیقت میں نقشِ باطل ہیں
جاہ ہے یا حکومت و زر ہے

دل کی دنیا عجیب دنیا ہے
راز ہستی کا اس میں مضمر ہے

دل کو خالی کرو کدورت سے
جلوہ گاہِ جنابِ داور ہے

سارے عالم میں جو سما نہ سکے
جلوہ فرما وہ دل کے اندر ہے

تم اُسے ڈھونڈنے چلے ہو کہاں
دلِ بے غل ہی یار کا گھر ہے

پرتوِ حسنِ لم یزل پہ مٹو
جس سے مومن کا دل منور ہے

ظل کو لیکر نہ اصل کو چھوڑو
سایہ بے اصل نا مصوّر ہے

ظل کو ظل جان کر کرو توقیر
کیونکہ یہ بھی اُسی کا مظہر ہے

راز وحدت کھلے نعیم الدین
اشرفی کا یہ فیض مجھ پر ہے

پھر جنوں کہتا ہے خود کو پا بجولاں دیکھئے
چلیے اٹھیے اب کے پھر وحشت میں زنداں دیکھئے

اپنے ہی سینہ میں کیجئے اپنے دلبر کی تلاش
مصر میں کیا جایئے کیا چاہِ کنعاں دیکھئے

از رہِ بندہ نوازی چشمِ پُر انوار سے
دیکھئے میری طرف خیرِ رسولاں دیکھئے

دیکھئے سیمائے انور دیکھئے رخ کی بہار
مہرِ تاباں دیکھئے، ماہِ درخشاں دیکھئے

دیکھئے وہ عارض اور وہ زلفِ مشکیں دیکھئے
صبح روشن دیکھئے شامِ غریباں دیکھئے

جلوہ فرماں ہیں جبینِ پاک میں آیاتِ حق
مصحفِ رخ دیکھئے تفسیرِ قرآں دیکھئے

یہ نعیم زار کیا ہجر میں بیتاب ہے
دیکھئے اُس کی طرف اے شاہِ شاہاں دیکھئے

عطائیں پوچھئے سرکار کی محتاج سائل سے
اُٹھائے ہوں جنھوں نے فیض اُنکے بحرِ ساحل سے

غذائے دل ہے شیریں نام ان شیریں خصائل سے
مشامِ جاں مہک اٹھا ہے مست اُس گل کے شمائل سے

امامِ اعظم و محبوبِ سبحانی، شہِ سمناں
پہنچتے ہیں نبی تک ہم انہی اعلیٰ وسائل سے

وہ نورِ حق نما مظہر ہے حسنِ بے مثالی کا
جمال اُن کا معزہ ہے مقابل سے مماثل سے

سراپا نور ہیں وہ نورِ حق نورٌ علیٰ نور
کمالِ نور ہے شان اُنکی انھیں کیا واسطہ ظل سے

بفضلِ اللہ نابینا نہیں ہوں کیسے دوں نسبت
کہاں پائے حبیبِ حق کو روئے ماہِ کامل سے

دلیلِ قدرتِ حق ہے مرا ہونا فنا ہونا
شہادت اپنی دلوا لیتے ہیں وہ حق و باطل سے

جنابِ شیخ آئیں خدمتِ پیرِ طریقت میں
یہ عقدے حل نہیں ہو سکتے منطق کے مسائل سے

نگاہِ لطف للہ اے قرارِ خاطرِ مضطر
کہ اب تو آ گیا ہوں تنگ میں اپنا دل سے

غرض کیا ہمکو بلبل سے اور اُسکے گرم نالوں سے
نہیں گر دردِ دل میں فائدہ ذکرِ عنادل سے

ہر اک شاہ و گدا کو چنگے در سے ملتا ہے صدقہ
نعیم آلدیں بھی سائل ہے اُسی دربارِ بازل سے

غریبوں کی حاجت روا کرنے والے
فقیروں کو دولت عطا کرنے والے

عفو کرنے والے عطا کرنے والے
کرم چاہتے ہیں خطا کرنے والے

اشاروں سے مُردے جلا دینے والے
تبسم سے دل کی دعا کرنے والے

سناتے ہیں تفسیرِ تنزیلِ محکم
جنابِ نبی کی ثنا کرنے والے

نہیں جانتے رنج و غم چیز کیا ہے
تری یاد صبح و مسا کرنے والے

ہدایت سے اُنکی ہوئے داد گستر
ستم کر نیوالے جفا کرنے والے

اسیرانِ عصیاں کی شانِ کرم سے
شفاعاتِ روزِ جزا کرنے والے

وہ صدیقِ اکبر وفا کرنے والے
نبی پر دل و جاں فدا کرنے والے

نعیم سیاہ کار پر بھی کرم ہو
دو عالم کو دولت عطا کرنے والے

ذکر فکرِ اے دل وہ کیسے ملینگے
عنایت کریگے تو ایسے ملیں گے

مدینہ کے عاشق مدینہ چلا چل
مدینہ کے رستہ میں کعبے ملیں گے

ٹھکرو نہ پوچھو مرے دل کو دیکھو
فضاؤں میں دل کی مدینے ملیں گے

خمسہ بر غزل حضرت مولانا جامی رضی اللہ عنہ

اَلذَّاتُ عَنِ الْعُیُوْبِ خَالِیْ | فَالْوَصْفُ مِنَ الْبَیَانِ عَالِیْ
فَرْدٌ صَمَدٌ عَنِ الْمُثَالِیْ | اے مظہرِ حسنِ لایزالی
مِرآتِ جمالِ ذوالجلالی

ذاتِ تو زعیب و نقص خالی | وصفِ تو زاوج وصف عالی
در ذات وصفات و بیمثالی | اے مظہرِ حسنِ لایزالی
مِرآتِ جمالِ ذوالجلالی

ہر عیب سے ذاتِ پاک عالی | توصیف و ثنا سے وصف عالی
ثابت ہوئی تری بے مثالی | اے مظہرِ حسنِ لایزالی
مِرآتِ جمالِ ذوالجلالی

مخمور زبادۂ تمنا | مجبور زقلبِ ناشکیبا
می جست بکوہِ طورِ موسیٰ | انوارِ تجلیِ قدم را
رخسارِ تو احسن المعالی

دیدن نتواں جمالِ حق را | بے پردہ دریں سرائے دنیا
بر طور کہ می بجست موسیٰ | انوارِ تجلیِ قدم را
رخسارِ تو احسن المعالی

اے قدوۂ رہبرانِ کامل | اے ہادیِ سالکانِ منزل
حلال صعابہائے مشکل | در شانِ کمالِ تست نازل
آیاتِ مکارم و معالی

بر حسنِ رخت فدا بہار است | قربانِ دو چشمِ لالہ زار است
صبح ست کہ تابشِ عذار است | رویت طرفا من النہار است
زلفت زلفا من اللیالی

شیدائے جمالِ بے مثالش | مستِ مئے حسنِ بے زوالش
جوید پئے بادۂ حلالش | میخانہ کہ ساحتِ جلالش
باد از غبارِ غیر خالی

آں کج کلہاں کہ ارجمندند | واں نامورانِ کج سمندند
ویں مدعیاں کہ خود پسندند | احرامِ حریمِ آں نہ بندند
جز دُردکشانِ لا اُبالی

ملّا بشاغلِ تورّع | صوفی بہ تخضع و تخشع
منعم بہ نمائش و تصنع | جاہی بہ وظائف و تضرع
مشغول بود علی التوالی

بیت در صفتِ قلوبِ مستوی

بشانِ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت مجدّدِ دین و ملت سراپا برکت
مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ

اَضَرَّادَ مَعَ اَحْمَدَ رَاضَا اَعْلَامَ مُکَفِّرَا
لَکَمَا لَعَا اَضَرَّادَ مَعَ اَحْمَدَ رَاضَا

حصہ چہارم تمام ہوا